346

نمبر ۸۳۵
رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر
عرفانی
اسسٹنٹ ایڈیٹرز
حافظ جمال احمد
نثار احمد

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی ۱۲
بیرون ہند للعہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۵ | مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۳ء | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے ۱۰ جنوری بعد نماز ظہر ڈنمارک سے آئی ہوئی لیڈیوں کے ساتھ دینی معاملات پر کچھ دیر گفتگو فرمائی۔

۹ جنوری بعد نماز جمعہ مجلس ارشاد جس کے اجلاس کچھ عرصہ سے بند تھے مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت مفتی محمد صادق صاحب منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب نیر صاحب نے عالمگیر مذہب پر انگریزی میں لیکچر دیا۔ آپ نہایت روانی کے ساتھ انگریزی بولتے تھے۔ اور آپ نے نہایت لطیف پیرایہ میں پانچ ارکان اسلام سے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کا ثبوت دیا +

رپورٹ سالانہ انجمن احمدیہ ماریشس روز ہل

از یکم اکتوبر ۱۹۲۳ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۲۴ء

(جو بمقام دار السلام مسجد روز ہل میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو پڑھی گئی)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ جس نے ہمیں محض اپنے فضل سے وجود بخشا۔ پھر ہمیں انسان اشرف المخلوقات بنایا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم سے بہرہ ور فرمایا اور تمام مومنین کا مومنین بنایا۔ اور امت محمدیہ کا تاج ہمارے سر پر سجایا اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں ہمیں پیدا کر کے اس کی جماعت میں داخل فرمایا۔ اور پھر فضل عمر کے دربار میں جگہ دی۔ تبلیغ اسلام ہی سارے انبیاء علیہم السلام کا مبارک کام ہے۔ وہ ہماری جماعت کا فرض اولین ہے۔ میں نے محض اللہ کے فضل و رحم کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں بذریعہ تحریری اقرار نامہ کے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی تھی۔ اس عہد کو پورا کرنے کی خاطر بندہ خلافت ثانیہ میں سب سے پہلے مبلغ کی حیثیت سے ماریشس کی طرف ۲۰ فروری ۱۹۱۵ء کو قادیان دار الامان سے روانہ ہوا تھا۔ اور اواسط مارچ میں کولمبو پہنچا۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ دو ماہ کے اندر وہاں ایک جماعت احمدیہ سیلون قائم ہو گئی۔ اور ۲۶ جون ۱۹۱۵ء کو وہاں سے روانہ ہوا۔ ۵ جون ۱۹۱۵ء کو یہاں پہنچا۔ میں اکیلا تھا بے بس تھا بے کس تھا۔ خدا نے بڑی مدد فرمائی اور میرا ساتھ دیا۔ نور محمد نور دیا۔ اول المومنین خدا نے میرا ساتھی بنا دیا۔ اہل ماریشس میں سے اولیت کا سہرا اسی کے سر پر رہے گا۔ اس نے خدا کے سلسلہ کا کام کیا۔ خدا نے اسے بھی سرسبز کیا۔ خدا کسی کا احسان اپنے سر پر نہیں رکھتا۔ قربانی سے بڑھ کر انعام دیتا ہے۔ یہ نویں سال کی ہماری رپورٹ ہے۔

پچھلے سال ۲ نومبر ۱۹۲۳ء کو جلسہ سالانہ دار السلام روز ہل میں ہوا تھا۔ اور اسی روز ڈاکٹر حافظ محمد احسان صاحب

صدیقی اچانک دارالسلام میں آداخل ہوئے تھے۔ افسوس ہے۔ اس سال کی رپورٹ چھپی نہیں۔ کم از کم ہم نے چھپی ہوئی نہیں دیکھی۔

جماعت کی عام حالت

اللہ کے فضل و رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ ترقی پر ہے۔ [illegible] اور [illegible] ترقی کی ہے۔ بلکہ ظاہری تعداد میں بھی پچاس کے قریب نفوس [illegible] اس سال بڑھے ہیں۔ کچھ [illegible] پیدائش کے ذریعہ اور کچھ روحانی پیدائش کے ذریعہ۔ پندرہ نفوس کے قریب ترپالوں سے داخل بیعت ہوئے اور پندرہ کے قریب تروپلے سے۔ تین مردوں نے گراں بے سے بیعت کی۔ اور ان کے بال بچے اسکے علاوہ ہیں۔ اور پانچ چھ کے قریب ٹابور سے اور ایک نے روز بل سے۔

جسمانی موت سے دو بالغ لائق احمدی اس سال اپنے مولیٰ حقیقی کو جاملے۔ اور تین چار کے قریب نابالغ احمدی بچے فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سب سے بڑھ کر قابل افسوس مولوی عبید اللہ صاحب کی وفات حسرت آیات ہے۔ جس کو خلیفۃ المسیح ثانی نے بوجہ میدان تبلیغ میں مرنے کے شہادت قرار دیا۔ وہ ۸ دسمبر ۱۹۲۳ء کو دفن ہوئے۔ سربرآوردگان سینٹ پیر اور خصوصاً خاندان بھجو نے ان کی خدمت خوب کی۔ خاص کر الٰہی بخش بھجو نے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ ان کے پس ماندگان حسب ذیل ہیں۔ ایک بیوہ ایک بہن۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکا۔

۱۸ اپریل ۱۹۲۴ء کو ان کے والد حافظ غلام رسول صاحب آئے۔ اور ان کے ساتھ مولوی زین العابدین صاحب مولوی فاضل تشریف لائے۔ ان کو سینٹ پیر میں برائے طلوع رمضان رکھا گیا۔ ان سے احمدی احباب بہت خوش ہوئے۔ سینٹ پیر میں ان کے آنے سے تین ماہ تک خوب رونق رہی۔ تراویح میں وہاں کے اکثر مرد اور عورتیں بھی ہوتی رہیں۔ بعد وفات مولوی صاحب مرحوم ان کی بیوہ بیمار ہو گئی تھی۔ اہلیہ الٰہی بخش بھجو صاحب نے ان کی بہت خدمت کی۔ حافظ صاحب کے آنے کے وقت تک اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ اور ان کی حالت سنور گئی۔ اور وہ صحت ہو گئی۔ حافظ صاحب سے کئی احمدیوں نے اپنے گھر پر وعظ کرائے۔ اور اکثر نے دعوت کھلائی۔ روز بل۔ فنکس۔ بل ریو۔ ترپالوں۔ سینٹ پیر تروپلے میں تین جمعہ انہوں نے پڑھائے۔ ایک دفعہ ہڑنگوں کے مقابلہ میں انہوں نے حالی کے مولوی کے ساتھ تردد دو دن میں ہڑنگوں کو خوب زک دی۔ حافظ صاحب واپس جانے کے لئے بہت تڑپ رہے تھے۔ احمدی ان کو کچھ اور رکھنا چاہتے تھے۔ مگر وہ ۳ جولائی ۱۹۲۴ء کو [illegible] کو لمبو چلے گئے جبکہ جماعت ان کے استقبال کے لئے پورٹ لوئی کے بندر پر گئی تھی۔

ویسے ہی آخری سلام کرنے کے ان کو جہاز پر رخصت کرنے کے لئے اکثر احمدی گئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بھوائی بیچہ اور ایک نوجوان عبد الکریم نامی احمدی بجائے تعلیم قادیان گیا ہے۔ سینٹ پیر میں دو لڑکیوں کو با ترجمہ قرآن شریف ختم کرایا۔ آدھا وہ مولوی صاحب مرحوم سے پڑھ چکی تھیں اور آدھا [illegible] صاحب نے ختم کرایا۔ اور باقی بچوں کو بھی وہ سبق [illegible] سینٹ پیر [illegible] تھا۔

میں نے بیان کیا ہے کہ ۲۷ نومبر ۱۹۲۳ء کے سالانہ جلسہ میں حافظ جمال احمد صاحب صدیقی ساڈھوری دارالسلام میں تشریف فرما ہوئے۔ مولوی صاحب کے مرنے کے بعد ان کو سینٹ پیر نماز جمعہ پڑھانے کے لئے بھیجا جاتا رہا۔ اور وہ حافظ غلام رسول صاحب کے آنے تک یہ خدمت بجالاتے رہے۔ اس کے علاوہ وہ روز بل کے لڑکوں کو یسرنا القرآن اور قرآن سادہ صبح کے وقت پڑھاتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد چند نوجوانوں اور احمدیوں کو سادہ قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ ایک کو تو قرآن ختم کرادیا۔ اور چند بہت سے پارے پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد اردو پڑھنا اور لکھنا بھی سکھایا ہے۔ انہوں نے اور قاسم تصدق حسین نے مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ اگر میں ان کو قرآن با ترجمہ ختم کرا دوں اور صرف نحو عربی کے قواعد سکھا دوں۔ تو وہ [illegible] میں تبلیغ کرنے کے لئے جائینگے۔ ان کے ساتھ سٹر لوز دیا اور احمد حسین سو کیا بھی اس سبق میں شامل تھے۔ مگر کسی نامعلوم وجہ سے صرف نحو معرض التواء میں ہے۔ اور قرآن شریف کی پہلی دو منزل میں پڑھ چکے ہیں۔ انہی حافظ صاحب کی بدولت مولوی عبدالمنان صاحب سے مباحثہ چھڑ گیا۔ کیونکہ یہ دونوں اکٹھے ایک ہی جہاز میں آئے تھے۔

۲۴ جنوری ۱۹۲۵ء کو عبدالمنان نے مجھ کو مباحثہ کا چیلنج دیا۔ جو منظور کیا گیا۔ اور ۳۱ جنوری ۱۹۲۵ء کو پہلا اجلاس مائی بورہ میں منعقد ہوا۔ جس میں شرائط تحریری طور پر طے کی گئیں اور پھر مباحثہ ۲ فروری ۱۹۲۵ء سے دارالسلام روز بل میں شروع ہوا۔ وفات مسیح پر۔ پہلے بحث عبدالمنان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ نبوت مسیح موعود پر بحث کرنا چاہتا تھا۔ خیر تک اس نے بھی اور میں نے بھی اپنا اپنا پرچہ لکھا۔ پہلے احمدی مناظر نے اپنا پرچہ پڑھ کر سنایا پیچھے ہڑنگے مناظر نے۔ پھر اسی بحث نبوت مسیح موعود پر ۹ فروری۔ ۱۶۔ ۲۳ فروری اور ۸ مارچ کو مباحثہ ہوتا رہا۔ ہر دو مناظر کی تحریریں موجود ہیں۔ انشاء اللہ جب چھپ جائینگی۔ تو خود معلوم ہو جائیگا۔ احمدی مناظر اکیلا تھا۔ اسی کا کام تھا۔ کتب سے حوالے نکالنا پھر ہفتہ بھر ان کو لکھنا اور پھر پرچہ سنانا۔ کیونکہ یہ قرار پاچکا تھا کہ مناظر گھر سے لکھ کر اپنی تحریریں لادیں۔ تاکہ آتے ہی

سنانا شروع کر دے۔ اور عوام کو خالی نہ بیٹھنا پڑے۔ اور مناظر کے مددگار و معاون پانچ چھ تھے۔ غیر احمدی تین سو سے پانچ سو تک جمع ہو جاتے۔ اور احمدی پچاس سے اسّی نوے تک۔ آخر ہڑنگے شرائط پر قائم نہ رہے۔ اس لئے جلسہ بند کرنا پڑا۔

۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء کو ہڑنگوں نے فتح کا بڑا جلسہ کیا۔ مگر خدا نے اصل فتح احمدیت کو دی۔ کہ اس مباحثہ کے بعد قریباً ۱۵ نفوس [illegible] احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور دس بارہ کے قریب ترپالے سے۔

بوکم امید کے دولت خانہ پر عبدالمنان اور منشی محمد خان وغیرہ کو ترپالوں میں سخت زک ہوئی۔ جو وہ یاد رکھیں گے۔

خدا کی شان ہے۔ کہ اغیار احمد کو خدا تعالیٰ انی مہین من اراد اہانتک کا مزا چکھاتا رہتا ہے۔ عبدالمنان کے جھنڈے کے نیچے ہمارے خلاف سب جمع تھے۔ مگر اب پارہ پارہ ہو گئے ہیں۔ مباحثہ میں عبدالمنان نے حضرت صاحب کو کافر کہا تھا۔ اور آپ کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لگایا کرتا تھا مگر وہ اپنے ہم جنسوں اور حنفی بھائیوں سے کافر بنایا گیا۔ اور اب وہ ایک دوسرے کے سخت جانی دشمن ہیں۔ تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى۔ تو ان کو سمجھتا ہے۔ کہ وہ ایک ہیں۔ اور حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں۔ جنہوں نے حضرت احمدؑ اور آپ کی جماعت کو ستایا اور ستانے کی کوشش کی۔ وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔ کیا ہی خوب فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصان نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھکو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنیوالی ہے

خدا رسوا کریگا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے

خدا ظاہر کریگا اک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے۔

مباحثہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی مدد ایسی دی کہ ہڑنگوں کے اعتراض قرآن شریف صحیح بخاری اور مشکوٰۃ شریف سے رد کئے گئے۔ اور ایسے واقعات مباحثہ کے بعد ظاہر ہوئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مباحثہ کا اثر احمدیت کے حق میں پبلک پر اچھا پڑا۔ اور ان کے دل ہمارا لوہا مان گئے۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - یوم سہ شنبہ - ۱۳ جنوری ۱۹۲۵ء

خواجہ نذیر احمد صاحب کی احمدیت

خواجہ کمال الدین صاحب کا عذر نامعقول اور انکشاف حقیقت

کیا خواجہ کمال الدین صاحب اس مقابلہ میں قسم کھائینگے

خواجہ نذیر احمد صاحب خلف خواجہ کمال الدین صاحب اپنے باپ کی غیر حاضری میں ووکنگ مسجد کے امام اور سب کچھ ہیں وہ قطعاً احمدی نہیں۔ اور انہوں نے علی رؤس الاشہاد احمدی ہونے کا اظہار کیا۔ خواجہ صاحب اس امر واقعہ کی اگر غلط تاویل کر کے یا کسی نامعقول عذر کی بناء پر لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کا ارتکاب کرتے۔ تو ہم کو اسپر توجہ دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر چونکہ۔ خود خواجہ صاحب بھی مصر ہیں

احمدیت سے انکار کر چکے ہیں

لیکن حال میں خواجہ صاحب نے اپنے بیٹے کی احمدیت کو ثابت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ پر ۲۴ دسمبر ۱۹۲۴ء کے پیغام میں غلط بیانی کا الزام لگایا ہے۔ اس لئے اسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر ۱۹۲۴ء کو جلسہ عام میں اپنی تقریر سے پہلے اس الزام کا جواب دیا۔ ہم حضرت ممدوح کے الفاظ میں اسے شائع کرتے ہیں۔ اب دنیا دیکھیگی۔ کہ کیا خواجہ صاحب اس مقابلہ میں نکلتے ہیں یا نہیں۔ خواجہ صاحب کی ایمانی قوت کا اس سے اندازہ ہو جائیگا۔ بات بالکل سیدھی اور فیصلہ کا طریق بالکل آسان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر خواجہ صاحب کا جھوٹ کا الزام

میں ایک اعلان کا جواب دیتا ہوں جس میں مجھ پر جھوٹ کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور وہ خواجہ صاحب کی طرف سے پیغام صلح میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ہیڈنگ جلی قلم سے یہ دیا گیا ہے۔ "خواجہ نذیر احمد صاحب اور احمدیت۔ ایک خلاف بیانی کی تردید" میں مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہوں"۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کا تار حضرت امیر اور خواجہ صاحب کے نام۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا مکتوب گرامی (حضور نے وہ سارا خط پڑھکر سُنایا۔ جو مولوی محمد علی صاحب کی تائید کے ساتھ ۲۴ دسمبر کے پرچہ پیغام میں شائع ہوا۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے) خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ایک دوست نے میاں محمود احمد صاحب کے کسی خط مندرجہ اخبار قادیان کی بناء پر اطلاع دی کہ خواجہ نذیر احمد صاحب نے بقول میاں صاحب احمدیت سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہ ان کے استفسار پر خواجہ نذیر صاحب نے ان کو بذریعہ تار جواب دیا ہے کہ میاں صاحب کا یہ بیان غلط ہے۔ میاں صاحب کو غلط فہمی کا کوئی موقعہ نہیں۔ ان کی یہ غلط بیانی ارادتاً ہے۔ اسپر مولوی محمد علی صاحب کا یہ توضیح فرماتے ہیں کہ خواجہ نذیر احمد صاحب کے اس فقرے "میاں صاحب نے غلط بیانی کی ہے"۔ اشارہ میاں صاحب کے اس شائع شدہ بیان کی طرف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خواجہ نذیر احمد صاحب نے احمدی ہونے سے انکار کیا ہے"۔

حضور کا کسی کے ذاتی معاملات کے متعلق رویہ

میں ذاتی معاملات میں دخل دینے کا عادی نہیں۔ اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ کسی کا ذاتی معاملہ پبلک میں پیش کروں۔ کیونکہ کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو پھر سلسلہ کے لئے بھی بہت مضر ہو جاتی ہیں۔ بعض آدمی پرائیویٹ طور پر ہم سے مدد کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر ہم اس کا اعلان کر دیں تو ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ اور ہمیں بھی نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کے ساتھ یہ میرا پرائیویٹ معاملہ تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ علی الاعلان شائع ہو۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ہماری کوئی بات بھی چھپی نہ رہے خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جو بیان شائع ہوا۔ اور جس واقعہ کا ذکر کیا گیا۔ وہ غلط ہے۔ اور میں نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیشہ مجھے سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور کم سے کم جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے اور اچھے برے کی مجھے تمیز ہوئی ہے۔ اسوقت سے میں نے خدا کے فضل سے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور جو کچھ خط میں میں نے لکھا تھا۔ جس کو شائع کر دیا گیا۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

اصل واقعہ

کانفرنس کے ختم ہونے پر خواجہ نذیر احمد صاحب سٹیج پر میرے پاس آئے۔ اس ملاقات میں انہوں نے مجھے کہا کہ گو میں احمدی نہیں ہوں۔ مگر میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں۔ اور میری خواہش ہے کہ وہ خیالات جن کی وجہ سے احمدی دو فریق ہو گئے ہیں۔ اور ان میں تفرقہ پیدا ہو گیا ہے ان میں کوئی اصلاح کی صورت پیدا ہونی چاہیئے۔ میں نے کہا کہ میری طرف سے کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جو جماعت کو پراگندہ کرے۔ آپ اس کے متعلق خواجہ صاحب سے سکیم دریافت کر کے میرے سامنے پیش کریں تاکہ میں غور کر کے آپ کو جواب دے سکوں۔ اسپر وہ کہنے لگے کہ یہ میری اپنی رائے ہے کہ آپ کا درمیانی اختلاف دور ہونا چاہیئے۔ ورنہ میرا تو کسی فریق سے کوئی واسطہ نہیں۔ آپ مجھے موقعہ دیں تاکہ میں اس معاملہ میں آپ سے تبادلہ خیالات کروں چنانچہ ان کی درخواست پر میں نے ان سے وقت مقرر کیا۔ مگر وہ وقت پر نہ آئے۔ پھر میں نے چھٹی کے روز آدمی کے ذریعے کہلا بھیجا۔

خواجہ نذیر احمد صاحب کا عذر

مگر انہوں نے بیماری کا عذر کیا اور کہا کہ میں ایسا بیمار ہوں کہ بستر پر سے بھی نہیں اٹھ سکتا۔ اسلئے آدمی جواب لایا کہ وہ نہیں آ سکتے۔ مگر اتفاق ایسا ہوا۔ کہ ووکنگ کے دفتر میں دوسرے دن چودہری فتح محمد صاحب کسی کام کے لئے چلے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ خواجہ نذیر احمد صاحب بھی جو کل اتنے بیمار تھے کہ بستر پر سے بھی نہیں اُٹھ سکتے تھے وہاں اپنے کسی دوست کے ساتھ کھڑے ہیں۔ چودہری صاحب نے ان سے کہا کہ خواجہ صاحب آپ کی اتنی انتظار کی گئی۔ آپ کل چھٹی کے روز بھی تشریف نہ لائے۔ خواجہ صاحب کچھ شرمندہ سے ہوئے اور کہا نہیں میں سخت بیمار تھا۔ اور اب بھی بیمار ہوں یہ میرے دوست یونہی مجھے لے آئے ہیں۔ غرض جس وقت خواجہ نذیر احمد صاحب نے سٹیج پر آ کر مجھ سے گفتگو کی ہے۔ ہمارے دیگر دوستوں کے علاوہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد سابق مولوی رحیم بخش صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب اور ذو الفقار علی خان صاحب اور شیخ عبدالرحمن صاحب بھی موجود تھے۔ اور فرداً فرداً بھی

ہمارے دوست ان سے ملے ہیں۔ جیسے چوہدری فتح محمد صاحب حافظ روشن علی صاحب۔ مصباح الدین صاحب وغیرہ۔ تو خواجہ نذیر احمد صاحب نے احمدیت سے علیحدگی کا ہی اظہار کیا (تمام احباب نے بآواز بلند اس واقعہ کی شہادت دی۔ اور اپنی اپنی ملاقاتوں کے واقعات بھی بتلائے۔ چنانچہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر نے بتلایا کہ لارڈ ہیڈلے کی پریذیڈنٹی میں خواجہ نذیر احمد صاحب نے ایک تقریر کی۔ اور میں نے انکو مبارکباد دیکر کہا۔ آخر یہ قادیان اور احمدیت کی ہی برکت ہے۔ جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں احمدی کوئی نہیں۔ اسوقت ڈاکٹر دانا اور مسٹر سوال بھی موجود تھے) یہ گواہیاں اور۔ یہ شہادتیں آپ حاضرین جلسہ کے لئے نہیں۔ بلکہ خواجہ صاحب کے لئے ہیں۔ کیونکہ یہ سب بیان چھپکر شائع ہو گا۔

خواجہ صاحب بھی حلفیہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کا بیٹا اس معاملہ میں سچا ہے	میں یقین کرتا ہوں کہ اول تو خواجہ صاحب کا دل مانتا ہے کہ میں ان کے بیٹے کے مقابل میں جھوٹا نہیں

وہ خود بھی مجھے اپنے بیٹے کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں۔ اگر نہیں تو وہ قسم کھا کر اعلان کریں کہ وہ اپنے بیٹے کو مجھ سے زیادہ راستگو سمجھتے ہیں۔ اور ان کے بیٹے نے جو کچھ انکو کہا ہے سچ کہا ہے اِدھر میں بھی قسم کھاؤں گا۔ پھر قلیل عرصہ میں ہی خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دیکھ لیں یا خواجہ صاحب قسم کھا کر کہدیں کہ میں نے جو کچھ کہا جھوٹ کہا ہے۔ اور پھر میں بھی قسم کھاؤں گا۔ اسکے بعد دیکھیں کہ پھر خدا تعالیٰ کیا قدرت دکھاتا ہے ؛

شام میں صبح احمدیت

ہمارے مخالف غیر مبایعین تو نہایت ادنیٰ اور بے بنیاد باتوں پر اپنے دعاوی کی بنیاد رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اپنے دعویٰ خلافت میں غلطی پر قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ہم جیسا کہ واقف کار لوگوں پر خوب روشن ہے ہمیشہ بفضلہ تعالیٰ کھلے اور بین دلائل قرآن اور احادیث اور اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت خلیفہ ثانی کے صدق پر حجت پیش کرتے ہیں۔ اور اب بھی میں جس بات کو بیان کرنے لگا ہوں۔ ایسی نہیں۔ جس کے متعلق کسی پرلے درجہ کے شقی کو بھی اعتراض کی گنجائش ہو۔ ہم تو کہتے ہیں۔ جہاں اور عقلی اور نقلی دلائل حضرت محمود ایدہ اللہ کی صداقت پر گواہ ہیں۔ وہاں مجرد آپ کا زمانہ خلافت ہی مع ان حالات کے جو جماعت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اس بات پر ایک زندہ اور زبردست شہادت ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ برحق ہیں۔ پھر ان واقعات میں سے ایک یہ کیا کوئی ادنیٰ ثبوت ہے۔ جو خود حضرت خلیفۃ المسیح کے اپنے الفاظ کے مفہوم کے طور پر یوں ہے۔ آپ کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں آپ نے کسی سالانہ جلسے پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں نے (یعنی غیر مبایعین نے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کی ہتک کی ہے اور اسپر مختلف قسم کے عیوب تھوپنے چاہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا انہیں یہ عوض دیا ہے۔ کہ انہیں سے جتنے بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اپنے آپکو "اہل الرائے" خیال کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک کی بھی اولاد اس قابل نہیں چھوڑی کہ جو آیندہ اس مزعومہ اشاعت اسلام کے کام کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کے قابل ہو سکے۔ اور سب کی سب ہی گندی نکلی۔ الّا ماشاء اللہ۔

اس مختصر تمہید کے بعد میں اصل بات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ایک بزرگ حضرت امام بونی مشہور چلے آتے ہیں جنہوں نے ایک کتاب شمس المعارف لکھی ہے۔ اس میں اور باتوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور آپ کے زمانے کی خصوصیات کو بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔ "و محمودٌ سیظہر بعد ھذا و یا خذ ملک شام بلا قتال" یعنے مسیح موعود کے بعد محمود ظاہر ہو گا۔ اور وہ ملک شام کو بغیر قتل و خونریزی کے قبضے میں لے لیگا۔ یہ سب دنیا جانتی ہے کہ ہماری جماعت تیر و تفنگ کے بل پر دنیا کو فتح کرنے کی دعویدار نہیں۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان سہام اللیل پر تکیہ کرتے ہیں۔ جو اپنے مولا کے حضور آدھی راتوں کو گڑگڑاتے ہوئے دنیا کے لئے چلائے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی دنیا کی ہلاکت کے لئے نہیں۔ بلکہ اس کی بہتری اور ہدایت کے لئے۔ لیکن باوجود اس حقیقت الامر کے ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ اور ہمیں اس کے متعلق حق الیقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام بھی یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔ کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اسلئے سلطنتیں ضرور احمدیت کو قبول کرینگی۔ یہ خدا کا فرمان ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اور ہونگی بھی اس جماعت کے ذریعہ۔ جو ظاہری مروجہ ایمونیشن پر تکیہ کئے نہیں بیٹھی۔ اور نہ ہی تلوار چلانا اسوقت اپنا فرض سمجھتی ہے۔ بلکہ وہ محمود ایدہ اللہ جیسے سپہ سالار کے ماتحت یضع الحرب کی خبر کو عملاً پورا کرتے ہوئے بھی اپنے مولا کے فضل کی امیدوار ہے کہ وہ دنیا کو احمدیت کے جھنڈے تلے لائیگا۔ جن میں بادشاہ بھی ہونگے اور غیر بادشاہ بھی۔ پھر یہ باتیں ہماری محض دعویٰ بلا دلیل نہیں۔ بلکہ زمانہ کے آئے دن کے واقعات ان کی صداقت پر مہر کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ اخذ شام جب من کل الوجوہ ظہور میں آ ئے گا۔ تب تو مولوی محمد علی یا خواجہ کمال الدین جیسے مخالفین بھی اُف کرنے کے قابل نہ ہونگے۔ کیونکہ وہ ایک بین نشان ہو گا۔ لیکن اب جس قدر شامیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کے چند روزہ قیام میں آپ سے عشق و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اور جس طرح آپ کی فرمانبرداری کے لئے اپنے آپ کو آمادہ ظاہر کیا ہے۔ وہ کیا اس آیندہ کامیابی اور فتحمندی کے لئے بطور ہراول کے ہیں۔ جو مذکورہ بالا پیشگوئی میں بیان کی گئی ہے۔ اور کیا اب یہ ثابت شدہ حقیقت نہیں کہ محمود ظاہر ہو چکا اور ظاہر بھی کان اللہ نزل من السماء کے ماتحت ہوا۔ اور مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ یتزوج و یولد لہ کی غرض کو پورا کرنیوالا مبارک وجود ثابت ہوا۔

اس بات کا کسے انکار ہو سکتا ہے کہ کسی قوم کے دلوں کو فتح کرنے کی صبح اُمید اسی پیرایہ میں ظاہر ہوا کرتی ہے۔ جس طرح ہمیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے ذریعہ شامیوں پر پو پھٹتے دکھائی ہے۔ الغرض یہ ایسی ہی ابتدا ہے۔ جیسا کہ ایک فرانسیسی مورخ نے اصحاب الصفہ کی ابتدائی حالت کا ذکر کرتے ہوئے جبکہ ان کو کئی کئی وقت فاقہ ہوا کرتا تھا۔ اور تن پر ثابت کپڑا بھی میسّر نہ تھا۔ اس بات کو بڑی حیرت سے بیان کیا ہے کہ حالت تو یہ تھی۔ لیکن ان کی زبانوں پر یہ باتیں تھیں۔ کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے کی کنجیاں ہمارے ہاتھوں میں آئینگی۔ اس مورخ کی نظر تو دُنیا تک ہی محدود تھی۔ اسی لئے اس نے ان باتوں کے متعلق یہ معلوم کرکے کہ یہ پوری بھی یوں ہی ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ وہ لوگ کہتے تھے۔ نہایت حیرت و استعجاب کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اس مٹھی بھر غریب جماعت کی حالت بھی اس سے بہت مشابہ ہے۔ بے سرو سامانی اور کم طاقتی غربت وغیرہ سب باتیں موجود ہیں۔ لیکن جیسا کہ وہاں خدا تعالیٰ کے وعدے ساتھ تھے۔ یہاں بھی ہیں۔ اور یہ وعدے کبھی ٹل جائیں۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ خدا سے خبر پاکر کہا۔ وہ ٹھیک ویسے ہی اپنے وقت پر پورا ہوا۔ اور اب بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی جو کچھ اسی خدائے قادر علیم سے خبر پاکر کہا ہے پورا ہو گا۔ اور اسی جماعت کے ذریعے سے ہو گا۔ جو حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک ایک ارادے پر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہے۔ ہاں یہ سب کچھ ہو گا۔ اور احمدیت یعنی اسلام کا بول بالا ہو گا۔ لیکن اس دن مخالفین کے لئے رونا اور دانت پیسنا ہو گا۔ جواب بھی تھوڑی سی فتح پر جو محمود اعظم کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو عطا فرمائی ہے۔ ان کے لاحق ہے (ثبوت کے لئے پیغام کے وہ پرچے دیکھو۔ جنہیں اس نے اور اس کے امیر صاحب نے خلیفہ برحق کے حسد میں جلنے کا کھلا ثبوت پیش کیا ہے)۔

خاکسار محمد حسن احمدی از شملہ

مسلمانوں کی تنظیم کی حقیقی راہ اور اور چند شکوک کا ازالہ

(۲)

ضرورت پر تکرار کی ضرورت

گذشتہ نمبر میں ہم نے اس امر پر اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا تھا۔ کہ الحمد للہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اپنی اصلاح اور تنظیم کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ جو اہل اسلام کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے ایک امید افزا جذبہ ہے۔ ہم نے ان کے اس جذبہ اور شوق کو بڑھانے کے لئے اس مقصد کی ضرورت اور اہمیت شرعی نقطہ نگاہ سے بیان کی تھی۔ کیونکہ دنیا پر دین بہر صورت مقدم ہے اور پھر ہمدردی کی راہ سے ہم نے ان کو تنظیم اہل اسلام کی حقیقی راہ بھی بتائی تھی۔ مگر چونکہ جب تک کسی امر کی ضرورت باقی رہتی ہے اس کا تکرار کوئی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ جیسا کہ انسان اسی ضرورت کی بنا پر دو دو وقت کھانا کھاتا ہے۔ اور اس تکرار کو وہ برا نہیں جانتا۔ ہم پھر اپنے اہل اسلام بھائیوں کو اس مقصد کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کامیابی کی حقیقی راہ ان پر ظاہر کرتے ہیں۔ اگر ہمارے بھائی ابتدا سے ہی اس راہ کو اختیار کر لیتے۔ تو کبھی کے وہ عروج و اقبال کو پا لیتے۔

ایک شک کا ازالہ

شاید کوئی کہدے۔ کہ تم نے وہ عروج اور ترقی کیوں نہیں حاصل کی ہوئی تو وہ شخص جو ہماری ابتدا اور اس تزائد کے زمانہ پر نظر ڈالے گا۔ اس کو ہماری ترقی اور کامیابی اس نسبت کے لحاظ سے نمایاں بلکہ خارق عادت نظر آئیگی۔ مگر اس ترقی کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ بعض ترقیات افراد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور بعض قوم کے ساتھ۔ اس لئے اگر قومی امور میں قوم ساتھ نہیں دیتی یا ساتھ دیتی بھی ہے۔ تو مجموعی حیثیت سے نہیں دیتی۔ تو وہ ترقی اور کامیابی بہت پیچھے جا پڑتی ہے۔

قرآنی نظیر

حضرت موسےٰ اور ہارون کے ذریعے بنی اسرائیل کو ملک شام دیئے جانے کا وعدہ ہوا۔ مگر اس مہمی کام میں بنی اسرائیل نے بزدلی دکھائی۔ اور ان کا ساتھ نہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شخصی طور پر موسےٰ و ہارون بھی کچھ نہ کر سکے۔ اور قوم کی دولت کا زمانہ اور بڑھ گیا۔ اور چالیس سال ترقی پیچھے جا پڑی۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ۔ پس ہماری ترقی تو اس نسبت سے ہونی چاہیئے تھی۔ جس نسبت سے قوم نے ہمارا ساتھ دیا۔ تمام دنیا کے مقابلہ میں ہم آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ مگر خدا کا جو فضل ہم پر ہے وہ ملائکہ الارض والسماء کے برابر ہے۔ ہم تو اپنے اہل اسلام بھائیوں کی مہربانی سے گھر کی آگ بجھانے میں ہی مصروف رہے۔ اگر انہوں نے ہمارا ساتھ نہ دیا تھا۔ تو کم از کم اتنا ہی کر دیتے۔ کہ ہماری راہ میں وہ آڑے نہ آتے۔ تو وہ ترقی جو اہل اسلام کو سالہا سال کے بعد حاصل ہونی تھی۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ ترقی دنوں میں ان کو حاصل ہوتی۔ مگر ہم کیا کریں ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہمارے بھائیوں کی غلطی

ہمارے بھائیوں نے اس اختلاف سے ہمیں نقصان نہیں پہنچایا بلکہ اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ کیا ہم کوئی نیا کلمہ یا نیا قرآن اور نئی نماز اور نیا روزہ یا نیا کعبہ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر صرف وفات مسیح کے مسئلہ پر اور نبوت غیر تشریعی کے مسئلہ پر اتنا اختلاف بڑھانا۔ کہ قومی مفاد کا خون ہو جائے کونسی عقلمندی ہے۔ کیا تمہارے مفسرین اور بزرگ ایسے نہیں گذرے۔ جو وفات مسیح اور نبوت غیر تشریعی کے قائل ہوں۔ کیا تم مانتے ہو۔ کہ تمہارے خیال کے مطابق حضرت عیسٰے آسمان سے آکر کوئی نئی شریعت لائینگے۔ اگر نہیں تو پھر غیر تشریعی نبوت کے تو تم بھی قائل ہوئے۔ پھر ہم سے اختلاف کیسا اور ناراضگی کیسی۔

ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ تم بغیر سمجھے ہمارے ان خیالات کو قبول کر لو۔ مگر یہ بات بھی پسندیدہ نہیں۔ کہ تم بغیر تحقیق اور تدقیق کے ان کا انکار کر دو یا ان امور کو تعصب اور عدم اتفاق کا موجب ٹھیرا لو۔ بلکہ ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کر کے مسلمانوں کو مذہبی اتحاد کی نعمت سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔

تنظیم کا مدار اتحاد پر اور اتحاد کا مدار مذہب پر

کیونکہ جیسا کہ ہم نے ثابت کیا تھا۔ اہل اسلام کی تنظیم کا دار و مدار اتحاد پر ہے۔ اور اتحاد کا دار و مدار کلام الہٰی پر ہے۔ اور کلام الہٰی کا حقیقی فہم صرف انبیاء کو ہو سکتا ہے۔ یا ان کو جو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتے اور خدا تعالےٰ کی براہ راست راہنمائی سے خدمات بجا لاتے ہیں۔ اور حق بھی یہی ہے۔ کہ جو اتحاد مذہب پیدا کر سکتا ہے۔ دوسری کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتی۔ اور الہٰی مذہب وہی ہو سکتا ہے۔ جو اس دنیا میں خدا تعالےٰ کی خوشنودی کا یقینی اور قطعی ثبوت دے سکے۔ مگر اہل اسلام کی تفریق اور آپس کا بغض و عناد جیسا کہ ہم نے ثابت کیا تھا۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مسلمان کہلانے کو تو مسلمان ہیں۔ لیکن حقیقتاً خدا اور اس کا رسول ان کو مسلمان قرار نہیں دیتے۔ اور ظاہر میں تو ان کے ہاتھ میں قرآن ہے۔ مگر فہم کے لحاظ سے قرآن آسمان پر اٹھایا گیا۔ مگر جیسا کہ مقدر تھا۔ پھر فارسی الاصل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ثریا سے دوبارہ اس کو اتار لائے۔ اور انہوں نے دبستان محمد سے وہ کچھ پڑھا۔ جس کی علماء کو ہوا تک نہیں لگی تھی۔ اس لئے قرآن فہمی میں اس مرد میدان کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے براہ راست اس کی کلام کا علم حاصل کرتا تھا۔ پس جس حد تک قوم نے ان کا ساتھ دیا۔ اس کی تنظیم کا ہمارے مسلمان بھائی عملاً مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ حقیقی تنظیم واجب الاطاعت امام کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً جب کہ حکومت اور ریاست بھی ہاتھ میں نہ ہو۔ اور واجب الاطاعت وہی ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہو۔

احمدی جماعت کی خصوصیت

الحمد للہ کہ احمدی جماعت اب بھی ایسے پاک وجود سے خالی نہیں۔ ہم تمام مسلمان بھائیوں کو قومی مفاد اور قومی برکات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس خلیفہ وقت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ہمارے بھائیوں نے اب تک تو اپنے معزز لیڈروں کی باتوں کو سنا اور ان پر عمل کر کے دیکھ لیا۔ اب ذرا ادھر بھی تو نگاہ کر ان کو تجربہ کرنا چاہیئے۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ خدا نے کیا کیا اپنی قدرت کے کرشمے دکھلانا ہے۔ صرف تمہاری غفلت اور تمہاری سستی ان برکات کو پیچھے ڈال رہی ہے ؎

نہیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اسپہ قرباں ہے

ہمارا کوئی سخت کلمہ کسی بغض اور عناد کی بنا پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہم برادرانہ حق سمجھ کر بعض اوقات اپنے بھائیوں کی غلطی پر بعض درشت الفاظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ اور برادرانہ راہ و رسم میں یہ کوئی معیوب بات نہیں۔ پس اگر آپ نے وحدت کا شیریں شربت پینا ہے۔ تو پھر آؤ۔ خدا تعالےٰ نے قادیان میں تمہارے لئے اس کا شیریں چشمہ جاری کر دیا ہے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یہی ایک راہ ہے۔ جو اس وقت مسلمانوں کی ترقی کے لئے کھولی گئی۔ بلکہ کوئی دوسری حکومت بھی بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ خدا تعالےٰ کے نوشتے ہیں۔ جو پورے ہو کر رہیں گے۔

ایک وسوسہ اور اسکا جواب

شاید کسی کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالے۔ کہ دوسروں کو تو ہم وحدت کا شربت پلاتے ہیں۔ لیکن ہمارے درمیان دو فریق کیوں ہو گئے۔ ایک قادیانی اور دوسرا لاہوری۔ اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح ایک باغبان ایک درخت کی نشو و نما میں بعض کمزور اور ناقص شاخوں کو مضر سمجھ کر کاٹ دیتا ہے اسی طرح الہٰی سلسلوں میں بھی خدا تعالےٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ

وہ سلسلہ کی ترقی کے لئے ناقص اور کمزور وجودوں کو اپنے سلسلہ سے کاٹ دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولو شاء اللّٰہ ما اقتتل الذین من بعدھم من بعد ما جاءتھم البینٰت ولٰکن اختلفوا فمنھم من اٰمن ومنھم من کفر ولو شاء اللّٰہ ما اقتتلوا ولٰکن اللّٰہ یفعل ما یرید۔ کہ خدا تعالےٰ اگر اپنی مشیت اور جبر سے کام لیتا۔ تو نبیوں کی وفات کے بعد ان کے ماننے والے اختلاف نہ کرتے۔ لیکن ہمیشہ انہوں نے اختلاف کیا۔ اور بعض نے خلفاء کو مانا۔ اور بعض نے انکار کر دیا۔ اگر خدا تعالےٰ جبر کرتا۔ تو وہ ایسی حرکت نہ کر سکتے۔ لیکن اللّٰہ تعالےٰ کا ارادہ اور مشیت یہی ہے۔ کہ وہ جبر نہ کرے ؛

پیغامیوں کی علیحدگی

اس لئے انبیاء کی قوموں کی سنت کے مطابق ضروری تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد جماعت کا کچھ حصہ ان کے خلفاء کی مخالفت کر کے علیحدگی اختیار کرتا۔ اور چونکہ آنحضرت کی پیشگوئی ہے۔ کہ صرف ایک فرقہ میری امت میں سے ہمیشہ حق پر رہے گا۔ اس لئے اس وقت ہمارے دونوں فریقوں میں سے ایک ہی فریق حق پر ہو سکتا ہے۔ اور وہ وہی ہو سکتا ہے۔ کہ جس کا پیشرو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی ہمکلامی ہی اس کی رضا کی بین دلیل ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے۔ جو تمام مذاہب کے مقابلہ میں بھی صرف سلسلہ احمدیہ ہی میں پائی جاتی ہے۔ اور اسی بناء پر تبلیغ علےٰ البصیرۃ بھی یہی سلسلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ بصارت ظاہری بینائی کو کہتے ہیں۔ اور بصیرت دل کی بینائی کو۔ اور وہ الہام سے ہی کامل طور پر حاصل ہو سکتی ہے۔ فانہ نزلہ علےٰ قلبک۔ کیونکہ جسمانیات کا مرکز دماغ ہے۔ اور روحانیات کا مرکز دل ہے ؛

ایک یہ وہم بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہم اتحاد کے ایسے دلدادہ ہیں۔ تو ہم کیوں مسلمانوں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے اور کیوں ان کے جنازے اور ان کی تحریکوں میں شامل ہو کر اتحاد کا ثبوت نہیں دیتے۔ اگر مسلمان غلطی کر کے ہم سے نہیں ملتے۔ تو ہمیں ان کی کثرت کو مد نظر رکھ کر ان کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیئے تھا ؛

ایک اور اعتراض کا جواب

اس کے متعلق یہ عرض ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ جب نام کے اور کام کے آدمی مل جاتے ہیں۔ تو پھر خدا تعالےٰ انبیاء کے ذریعے ان کو جدا جدا کر دیتا ہے۔ اور یہ جدائی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ ایسی امتیازی باتیں نہ رکھی جائیں۔ جن کیلئے ایک کمزور اور بزدل آدمی کمر ہمت نہیں باندھ سکتا۔ تا وقتا پر اپنی شمولیت سے ایسے لوگ دھوکہ نہ دے سکیں۔ چنانچہ طالوت کے قصہ میں خدا تعالےٰ نے نہر کو ایک امتیازی نشان مقرر کر دیا۔ جو شخص اپنی پیاس کو قربان نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی جان کس طرح قربان کر سکتا ہے۔ اس لئے ایسے طریق کے بغیر کوئی مخلص اور کارکن جماعت نہیں پیدا ہو سکتی۔ پس جو شخص فرقہ بندیوں اور رشتہ داریوں کے خطرناک جال سے نکل کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہی الٰہی سلسلوں میں کام کر سکتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کہ ظالموں کی طرف تم مت جھکو۔ ورنہ تم بھی دکھ اٹھاؤ گے ظالم اس کو کہتے ہیں۔ جو دوسرے کا حق دبائے۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تمہاری دینی اور دنیوی بہبودی کے لئے ہدایات دینا ہمارا حق ہے۔ ان علینا للھدیٰ وان لنا للاٰخرۃ والاولیٰ۔ کیونکہ دین اور دنیا کے مالک ہم ہی ہیں۔ پس جب اس نے ہمیں اپنے قطعی کلام سے اپنے مامور کے ذریعے خود ہدایات دے دی ہیں۔ تو پھر ہم خدا کا حق دوسرے لیڈروں کو دینے والوں کی بات کو کس طرح مان سکتے ہیں۔ اور اس یقین کو ان کی ظنی باتوں پر خواہ ہم تھوڑے ہی ہیں۔ کس طرح قربان کر سکتے ہیں۔ پس ہمارے بھائیوں کے لئے اس قسم کے وساوس کسی روک کا باعث نہ ہونے چاہئیں ؛

ہمارے بھائیوں کے لئے غور طلب امر

آپ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ اور غور کریں۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ جو بھی قدم آپ آگے بڑھاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ الٹا نکلتا ہے۔ کیا آج مسلمانوں کا خدا بدل گیا ہے۔ یا خود مسلمان بدل گئے ہیں۔ خدا تو وہی خدا ہے۔ جو آج سے پہلے تھا۔ اور ہے اور وہی ہمیشہ رہے گا۔ ہاں مسلمان درحقیقت مسلمان نہیں رہے۔ اور اسی طرح خدا بھی بدل گیا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی حالت کے ساتھ اس کا معاملہ اور سلوک بھی بدل گیا ہے۔ اب مسلمانوں پر اس کا نہ وہ لطف رہا۔ نہ وہ کرم نہ وہ نظر رہی۔ اور نہ وہ مہر اور محبت ؛

قرآن کریم کی شان

حالانکہ خدا تعالےٰ اپنی پاک کلام قرآن کریم کی خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی بیان فرماتا ہے۔ لقد انزلنا الیکم کتابًا فیہ ذکرکم افلا تعقلون کہ ہم نے قرآن ایک ایسی اعلےٰ ہدایات پر مشتمل کتاب تمہاری طرف نازل کی ہے۔ کہ اس میں تمہارے لئے ہر قسم کی عزت بڑائی اور شرافت کے سامان موجود ہیں۔ کیا یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ واقعات نے بڑے زور کے ساتھ اس بیان کی صداقت کو ظاہر کیا۔ اسلام سے قبل جو حالت عرب کی تھی۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہ تھی۔ چار چیزیں ہیں۔ جن سے ایک انسان درحقیقت انسان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ دین اور دنیا۔ علم اور اخلاق۔ مگر اہل عرب السابقین کی ان چاروں اصطلاحوں سے محروم تھے۔ دین سے بے خبر اور دنیا سے محروم علم سے خالی اور اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ۔ اپنے حقیقی خالق مالک رازق کو وہ ایسا بھلا چکے تھے۔ کہ وہ بتوں کو جن کو وہ اپنے ہاتھوں سے تراشتے تھے۔ اپنا معبود اور اپنا حاجت روا سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے۔ کہ وہ بت تو اپنے وجود میں خود ان کے محتاج ہیں ؛

اہل عرب کی حالت

وہ ان کے حاجت روا کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور علم کی یہ حالت تھی کہ باوجودیکہ لوگ اپنی زبان سے اپنے عیب کا اظہار کم کرتے ہیں۔ مگر وہ علی الاعلان کہتے تھے نحن قوم امیون کہ ہم ناخواندہ اور ان پڑھ لوگ ہیں۔ اور ان کی دنیاوی حالت تو ان ملکی حالت اور ان کی خانہ بدوشی سے ہی ظاہر تھی۔ اور اخلاق کے لحاظ سے کوئی ایسا بڑا فعل نہ تھا جس کو وہ پیٹ بھر کر نہ کرتے تھے۔ شراب خوری جو ام الخبائث ہے وہ ان کے لئے شیر مادر سے بھی بڑھ کر تھی۔ زنا اور حرامکاری گانا اور بجانا ان کے نہایت پسندیدہ شغلوں میں سے تھے۔ چوری اور رہزنی قتل اور غارت کو اپنے لئے ایک قابل فخر بات سمجھتے تھے۔ اس پر خانہ جنگیوں کی بلا نے اور بھی ان کو تباہ حال بنایا ہوا تھا ؛

ترقی کا نسخہ

مگر جس وقت انہوں نے خدا تعالےٰ کے ارشاد لقد انزلنا الیکم کتابًا فیہ ذکرکم کو سمجھا اور قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنایا۔ تو وہ سب دین سے دیندار اور باخدا انسان ہو گئے۔ اور وہ جہالت کے گڑھے سے نکلکر اور علموں کے خزانوں کے مالک ہو کر دنیا کے بھی استاد کامل ہو گئے۔ اگر پہلے ان کے اوقات نفسانی لذات اور نفسانی خواہشات کے پورا کرنے میں صرف ہوتے تھے۔ تو پھر خدا تعالےٰ کی یاد میں بسر ہونے لگے۔ اور اگر پہلے ان کو اپنی غربت کی وجہ سے اپنا سر چھپانے اور پاؤں دھرنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔ تو اس قرآن کریم کی بدولت اس بے کسی کے عالم سے نکل کر وہ ایک دنیا کے بادشاہ ہو گئے۔ اور اخلاق فاضلہ سے ان کو وافر حصہ دیا گیا۔ مگر کیا وجہ ہے کہ آج وہی قرآن انہی الفاظ کے ساتھ مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ مسلمان دین میں اور ترقی کرتے آج ہی سہی دینداری کو بھی وہ خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ نئے سے نئے علوم ان کو حاصل ہوں جو حاصل تھے وہ بھی بھلا بیٹھے۔ اور بجائے اس کے کہ اخلاق فاضلہ میں حسب وعدہ ان کو اور ترقی ہوتی۔ جو رہے سہے اخلاق تھے وہ بھی ان میں نہیں رہے۔ چکلوں اور سینما ئوں سے اس اجمال کی پوری تفسیر ہو سکتی ہے۔ اور بجائے اس کے کہ ان کو نئے ممالک اور نئی حکومتیں ہاتھ آتیں۔ جو برائے نام تھیں وہ بھی آئے دن ہاتھ سے نکل رہی ہیں۔ پس یہ کیا معاملہ ہے کیا خدا نے اپنا وعدہ بھلا دیا یا مسلمانوں نے اس کی سراپا ہدایت کلام کو ترک کر دیا۔ جس سے مسلمان ان فوائد سے محروم کر دیئے گئے۔ جو پہلوں نے قرآن کریم کی بدولت حاصل

ممالک غیر کی خبریں

ابن مسعود اور امیر علی کے درمیان جنگ عام طور پر لوگوں کو یہ خیال گذر رہا تھا۔ کہ ابن مسعود اور امیر علی کے درمیان جو مصالحت کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ وہ کامیاب ہو جائیگی۔ لیکن اب سنا گیا ہے۔ کہ وہ ناکامی کے ساتھ تمام ہو چکی ہے۔ اور اب یہ خیال گذر رہا تھا۔ کہ سلطان ابن مسعود ضرور بالضرور جدہ پر فوج کشی کرینگے۔ گو ابھی کچھ نہ کچھ صلح کی امید باقی تھی۔ لیکن گمان غالب یہی تھا۔ کہ جنگ ضرور ہوگی۔ سو جیسا خیال تھا۔ وظہور میں آیا۔ یعنی ابن مسعود نے جدہ کی طرف فوج کشی کا حکم دیدیا۔ اور نجدی مقدمۃ الجیش جدہ کے متصل پہنچ گیا تھا۔ کہ امیر علی کی سپاہ نے اسے مار کر پیچھے ہٹا دیا ؛

حکومت جدہ کی ناکامی قاہرہ کی ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جدہ کی حکومت (امیر علی پسر شریف حسین کی حکومت) مکہ سے نجدیوں کو نکال دینے کی مساعی میں ناکام رہی ہے۔ وہ قبائل جن کو امیر علی نے اطمینان دلا کر جمع کیا تھا۔ پھر امیر علی کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اور شریف علی الحارث بھی امیر خالد بن لوی سے جا ملے ہیں۔ پھر قبائل قریش۔ بدیل اور فہم نے بھی حکومت ہاشمیہ کے معاہدہ کو شکست کر دیا ہے۔ اور اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں ؛

امیر عبدالکریم سے مصالحت کی کوشش امیر عبدالکریم اور ہسپانیہ کے درمیان جو جنگ مدت سے ہو رہی ہے۔ اور جس میں ہسپانیہ کو پے در پے شکستیں ہو چکی ہیں۔ اب ان شکستوں نے ہسپانوی حکومت کو اس امر پر مجبور کر دیا ہے۔ کہ پھر امیر عبدالکریم سے مصالحت کی کوشش کی جاوے۔ چنانچہ حکومت ہسپانیہ نے موسیو انیغا زنبا کو گفتگوئے مصالحت کے لئے مقرر کر کے امیر عبدالکریم کی طرف روانہ کیا۔ جو مقام حذیر کی طرف امیر صاحب کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جہاں پر ان کا استقبال امیر صاحب کے بھائی نے کیا۔ لیکن صلح کے متعلق حکومت ریف کے اراکین نے کہا۔ کہ مصالحت کی گفتگو بالکل بے نتیجہ رہے گی۔ کیونکہ جو شرائط ریف کی حکومت نے پہلے کی تھیں اور اب بھی وہی پیش کی جاتی ہیں۔ ان کی طرف ہسپانیہ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ اور شرائط حسب ذیل ہیں :-

(۱) ہسپانوی حکومت جمہوریہ ریف کو ۲۰ ملین (دو کروڑ) فرانک بطور تاوان جنگ ادا کرے (۲) ہسپانوی حکومت جمہوریہ ریف کو ۱۲ ہوائی ۲۰۰ توپوں کی کامل بیٹری اور دس ہزار بندوقیں [illegible] ادا کرے (۳) حکومت ہسپین ریف کی جس اراضی پر قابض ہے۔ اس کو خالی کر دے ؛ ہسپانوی قیدیوں کا معاملہ ان شرائط کے نفاذ کے بعد طے کیا جاوے گا ؛ دوسرے روز گفتگوئے مصالحت کے لئے اجتماع ہوا۔ جس میں امیر عبدالکریم کے خالو بھی شریک ہوئے اور گفتگو ہوئی۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ؛

روس اور بوسنیا میں جنگ آستانہ کا ایک خاص برقی پیام مظہر ہے۔ کہ ماسکو سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک بدوی جماعت نے شہر ویلنا کی طرف سے حدود بوسنیا پر حملہ شروع کر دیا ہے۔ اور سرحد کے بعض باشندگان کو جماعت مذکور نے اس لئے گرفتار کر لیا ہے کہ ان سے فدیہ وصول کیا جائے۔

لنڈن اور پیرس میں طوفان عظیم لنڈن۔ ۲ر جنوری۔ گذشتہ شب کو اس شدت کا طوفان آیا۔ کہ جہازات کے تباہ و برباد ہونے کی خبریں متواتر موصول ہو رہی ہیں۔ گو بہت کم لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ جنوبی ساحل کے بندرگاہوں کی خبریں شاہد ہیں۔ کہ ہوا ایسی تند و تیز چل رہی ہے۔ جیسے گذشتہ چالیس پچاس سال کے عرصہ میں کبھی نہیں چلی تھی۔ دوپہر کے بعد چینل میں جہازوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ [illegible] کے کنگروں پر چڑھ کر لنڈن کے سرسری نظارہ کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ سینکڑوں چھتیں برباد ہو گئی ہیں۔ ہزاروں مکانات کی چمنیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اور کتنے لاسلکی کے نظام درہم برہم ہو گئے ہیں۔ سکاٹلینڈ کے بعض حصوں میں ہوا ۹۴ میل کی رفتار سے چل رہی ہے۔ پیرس کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہاں بھی یہی حالت ہے۔ جہازوں کی نقل و حرکت بند ہے۔ اور ہوا ۶۷ میل کی رفتار سے چل رہی ہے ؛

انگلستان کے دس ہزار ملاحوں کی بیکاری اور کوئلہ کی کانوں کے بند ہونے کا اندیشہ لنڈن ۳ر جنوری طوفان کی وجہ سے سونمفتنا میں دس ہزار ملاح بیکار ہو گئے۔ قیاس و گمان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آج مزید ۵ ہزار ملاح بیکار ہو جائینگے فورسیٹ ڈین میں کوئلہ کی چند بڑی بڑی کانیں اس طوفان کے اثر سے عنقریب بند ہونے والی ہیں (رائٹر)

طوفان کے اثرات کی تفصیل آلات مقیاس البارش خراب ہو گئے لیفلڈ۔ ۳ر جنوری۔ کل شام سے جو طوفان جاری ہے وہ گذشتہ گیارہ روز کے درمیان کا چھٹا طوفان ہے۔ اور اپنی نوعیت میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ بعض مقامات میں اس کی رفتار ۷۰ میل فی گھنٹہ تک پہنچ چکی ہے۔ کہ وائڈن سے پیرس۔ بروسلز اور کولون کو جانے والے کل جہازوں کی آمد و رفت بند ہے۔ انگلش چینل کے آر پار جانے والے جہازوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مختلف بندرگاہوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جتنے جہاز مختلف بندرگاہوں پر پہنچنے والے تھے وہ سب راستہ میں رکے ہوئے ہیں۔ لنڈن میں ۱۳ بڑے بڑے شہروں کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

پیرس کو جانے والی ۱۴ لائنوں میں سے ۱۱ لائنیں بند ہیں۔ اور آج بروسلز کو براہ راست کوئی ڈاک نہیں گئی ہے طوفان کے ساتھ پھر نہایت شدید بارش ہوتی ہے۔ رات کے وقت اتنی سخت بارش ہوئی۔ کہ لنڈن کے وہ بہترین آلات مقیاس البارش بیکار ہو گئے۔

وادی ٹیمس کے بالائی اور زیرین حصوں میں جہاں قفل کے ذریعہ پانی روکا جاتا ہے۔ سیلاب حد اعتدال سے زیادہ بڑھ گیا۔

گذشتہ ۲۴ گھنٹہ میں لنڈن کے مختلف حصہ میں پانی ۳ سے آٹھ انچ تک بلند ہو چکا ہے۔ ساحل سمندر کے قریب والے شہروں میں بہت نقصان واقع ہوا ہے۔ ساحل کے اکثر بند ر پانی کی لہروں کے ساتھ بہ گئے۔

فوکسٹون۔ برائٹن اور چند دیگر مقامات میں لوگ ہوا کے مخالف سمت کو چل بھی نہیں سکتے تھے۔ مسافروں کی امداد کے لئے ملازمین مقرر ہوئے۔

موٹر لاری ہوا کے دھکے سے دریا میں چلی گئی طوفان کی شدت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک بھری ہوئی موٹر لاری سڑک سے بہکر بندرگاہ میں جا گری۔ اور اس کا ڈرائیور غرق ہو گیا۔

ماہرین بادباران کا خیال ہے۔ کہ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء سے اب تک ایسا سخت طوفان یا ایسی شدید بارش کبھی نہیں ہوئی تھی۔

ترکی میں جبری مشقت قسطنطنیہ ۳ر جنوری مجلس عالیہ ملیہ انگورہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ترکی میں اٹھارہ سال تک کی عمر کے ہر شخص پر سال بھر میں چھ سے بارہ دن تک جہازی مشقت لازمی کر دی جائے ؛

حامیان زاغلول میں پھوٹ قاہرہ ۳ر جنوری حامیان زاغلول کی جماعت سے پارلیمنٹ کے تین ارکان نے استعفا دیدیا ہے۔ کیونکہ انہیں جمعیت وفد کی شاہ فواد سے وفاداری میں شک ہے۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم ملک کی آرزوں کے حصول کے لئے آزادانہ جدوجہد کرینگے زاغلول پاشا کے حامی جرائد نہایت غضب آلود لہجے میں لکھ رہے ہیں۔ کہ شاہ فواد کی وفاداری کسی خاص جماعت کے اجارہ میں نہیں آ گئی ؛

349

اشتہار

خاص رعایت

۱۰ جنوری سے یکم فروری ۱۹۲۵ء تک

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کتاب گھر کی طرف سے ایک رعایتی اعلان شائع ہوا۔ جس سے جلسہ پر آئے ہوئے بہت کم احباب مستفید ہو سکے ہیں۔ علاوہ ازیں جو دوست جلسہ پر نہیں آ سکے انکے لئے بھی مناسب سمجھا گیا۔ کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جاوے۔ اس لئے مندرجہ ذیل کتب میں یہ رعایت کی جاتی ہے۔ کہ پانچ روپیہ کی کتب کے خریدار کو ایک روپیہ کمیشن دیا جاوے گا۔ احباب اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھاویں۔ کتب یہ ہیں:

سیرت المہدی — مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے طرز اور نئی شان کی سیرت صحیح بخاری کی روایات پر مشتمل ہے۔ اسی سال چھپی ہے۔ جلسہ پر اکثر احباب غلط فہمی سے اس کو سیرت المہدی سمجھ کر خریدنے سے قاصر رہے ہیں۔ مجلد عہ

کلام محمود مکمل — بیع نو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تمام نظموں کا مجموعہ جو ۱۹۰۵ء سے ۱۹۲۴ء تک لکھی گئیں۔ قیمت ۱۰ [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ولایت والے تین لیکچر — پیغام آسمانی ۲ [illegible]، رسول کریم اور آپ کی تعلیم ۳ [illegible]، سیاسی لیکچر ۳ [illegible]

قول الحق — غیر احمدیوں کے اعتراضات کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی مدلل تقریر ۳ [illegible]

درثمین عربی مترجم مجلد — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام عربی نظموں کا مجموعہ اعراب اور ترجمہ ساتھ ہے عہ [illegible]

پاکٹ کلید قرآن مع لغات القرآن و صرف و نحو شریف — قرآن کی آیات اور لفظوں کا ترجمہ تلاش کرنے کی چابی ہے۔ [illegible]

فصل الخطاب — ہر دو حصہ مؤلفہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ۔ عیسائیوں کی تردید اور اسلام کے فضائل میں بے نظیر تصنیف ہے۔ [illegible]

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور — جلسہ مہوتسو کی تمام تقریروں کا مجموعہ۔ اس میں حضرت مسیح موعود کی تقریر مہوتسو بھی ہے۔ مجلد [illegible] بے جلد [illegible]

فلسفہ نماز — حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس قدر نماز کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ وہ تمام اس میں ترتیب دیا گیا ہے۔ ۶ [illegible]

تردید آریہ میں نئی کتب

آئینہ اسلام۔ بجواب اسلام کی اندرونی تصویر۔ برگزیدہ رسول۔ بجواب رنگیلا رسول۔ آئینہ سماج

تبلیغی ٹریکٹ

(۱) وفات مسیح (۲) مسیح ناصری کی دوبارہ آمد (۳) مدعی کی صداقت کے معیار (۴) اس زمانہ کا مامور۔ فی سینکڑہ [illegible] (۵) احمدی کی تعلیم فی سینکڑہ [illegible] (۶) صداقت اسلام پر شہادت لیکھرام فی سینکڑہ [illegible]

متفرق ضروری اور دلچسپ کتب

کتاب	قیمت
نور الدین	[illegible]
تصدیق براہین احمدیہ	[illegible]
رد تناسخ	۳ [illegible]
ابطال الوہیت مسیح	۳ [illegible]
مکتوبات مسیح موعود	۶ [illegible]
اسلامی اصول کی فلاسفی مجلد	۱۲ [illegible]
درثمین اردو مع فوٹو	۱۰ [illegible]
خطبہ عید الفطر	۱ [illegible]
دینیات احمدیہ	۴ [illegible]
چشمہ صداقت	۶ [illegible]
البحر العرفان	۶ [illegible]
سورۃ والعصر	۱ [illegible]
خلافت راشدہ	[illegible]
اسلام میں اختلافات کا آغاز	۱۱ [illegible]
ذکر الٰہی	۷ [illegible]
ریویو براہین احمدیہ	[illegible]
در مکنون	[illegible]
تفسیر خزینۃ العرفان ۲ تا ۱۲ پارہ	[illegible]
صحیح مسلم کا پارہ اول مترجم	[illegible]
سوانح امام بخاری	۲ [illegible]
طریق النجات دعاوی کا مجموعہ	۴ [illegible]
اصلاح خاتون	۳ [illegible]
چشمہ توحید	۲ [illegible]
گلزار معرفت	۵ [illegible]
گلدستہ حقانی	۴ [illegible]
تبدیلی عقائد مولوی محمد علی	۵ [illegible]
حربہ آسمانی	۲ [illegible]
کلمۃ الحق مباحثہ شیعہ و سنی	۶ [illegible]
احمدی قطعات ہر ایک	۱ [illegible]

کتاب گھر قادیان